سُوْرَةُ المَائدة کی تفسیر

Lesson 4: Al-Maidah (Ayaat 27 - 40): Day 14

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾

اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ ان کے فعلوں کی سزا اور خدا کی طرف سے عبرت ہے اور خدا زبردست (اور) صاحب حکمت ہے﴿۳۸﴾ اور جو شخص گناہ کے بعد توبہ کرے اور نیکوکار ہو جائے تو خدا اس کو معاف کر دے گا کچھ شک نہیں کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے﴿۳۹﴾

کیا تم کو معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں خدا ہی کی سلطنت ہے؟ جس کو چاہے عذاب دے اور جسے چاہے بخش دے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے﴿۴۰﴾

پیچھے ہم ڈاکہ زنی اور محاربہ کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ یہاں معاشرے میں ایک اور فساد کی بات کی گئی ہے۔

سرق معنی چوری کے ہیں۔ وَالسَّارِقُ فاعل کے وزن پر چوری کرنے والا مرد اور وَالسَّارِقَةُ عورت کے لئے۔

زیادہ تر قرآن پاک میں مرد اور عورت کے لئے ایک جیسے ہی احکام دیئے گئے ہیں۔یعنی ایک ہی حکم میں دونوں شامل تھے۔لیکن چند جگہوں پر مرد اور عورت کا خاص طور پر الگ الگ نام لیا گیاہے۔مثال جیسے چور مرد اور چورنی عورت، سورۃالنور آیت 2 میں فرمایا گیا۔زانی مرد اور زانی عورت۔

یہ اس طرح سے خاص طور پر دونوں کا الگ الگ نام کیوں لیا گیا؟

چوری میں کسی شخص کے حق کو لینے کی بات ہے۔زنا میں بھی خاوند بیوی کا اور بیوی کا حق کسی اور کو دیتے ہیں۔یعنی کسی اور کی حق تلفی ہوتی ہے۔اس سے پتا چلتا ہے کہ اللہ کی نظر میں انسانی معاملات بہت اہم ہے۔

یہاں چور مرد کا ذِکر پہلے کیا گیا اور سورۃالنور میں زانی عورت کا ذِکر پہلے آیا۔ایسا کیوں ہے؟

آپ حیران رہ جائیں گے کہ یہ کتاب واقعی اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے ہے۔حکمتوں والے رَبّ کی نشانی۔اور کوئی ایسا کلام نہیں بنا سکتا نہ لکھ سکتا ہے۔اللہ سبحان و تعالیٰ کے ایک ایک پیغام میں کئی کئی سبق ملتے ہیں۔

مفسرین کہتے ہیں کہ مرد زیادہ تر خود مختار ہوتا ہے۔چوری کرنے میں اُس کا قصور ایسا ہے کہ اُس کا نام پہلے آیا ہے۔جبکہ چوری کرنے میں عورت شائد مجبور ہو یا مجبور کر دی گئی ہو۔یا شائد بچوں کی بھوک کی وجہ سے جذباتی ہو کر چوری کرلے۔اس لئے اُس کا نام بعد میں آیا ہے۔(واللہ اعلم)

زنا میں عورت کا نام پہلے آیا ہے کیونکہ حیا عورت کا زیور ہے۔مریمؑ کی خوبی بیان کی گئی کہ وہ باعصمت خاتون تھیں۔عورت کو اس لئے پہلے رکھا گیا کہ اُس میں مرد کی نسبتاً یہ خواہش کم ہوتی ہے لیکن پھر

بھی وہ اگر شرم گاہ کی حفاظت نہیں کرتی تو قصوروار ہے۔ تیسری بات یہ کہ عورت میں وفاداری زیادہ ہوتی ہے۔ وہ اپنے خاوند کے پاس اور ساتھ رہنا زیادہ پسند کرتی ہے۔

پھر یہ کہ ماں اور بچے کا رشتہ بہت گہرا ہوتا ہے۔ زنا کرنے والی ماں اصل میں اپنے بچے کے لئے بھی مخلص نہیں رہتی۔

ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے ایک جگہ مرد کا نام پہلے آیا ایک جگہ عورت کا، اس طرح برابری رکھی گئی۔

اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ ان کے فعلوں کی سزا اور خدا کی طرف سے عبرت ہے اور خدا زبردست (اور) صاحب حکمت ہے ﴿۳۸﴾ اور جو شخص گناہ کے بعد توبہ کرے اور نیکوکار ہو جائے تو خدا اس کو معاف کر دے گا کچھ شک نہیں کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے ﴿۳۹﴾

بظاہر ایسا لگتا ہے کہ دونوں ہاتھ کاٹ دو لیکن اصل میں صرف ایک ہاتھ کاٹا جائے گا۔ یعنی دونوں کا ہاتھ مرد اور عورت کا۔

چوری میں ہاتھ یہ کام کرتا ہے اس لئے ہاتھ کاٹا جائے گا۔ زنا میں جسم کا قصور ہوتا ہے اس لئے جسم پر کوڑے یا رجم کی سزا دی جائے گی۔

اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ کونسی سزا دی جائے گی۔ اللہ بخشنے والا ہے۔ اللہ غفور ہے۔ یعنی اگر وہ چاہے تو گناہ ڈھانپ دے اور بخش دے۔

اسلام کا مطلب ہی یہ ہے کہ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا جائے۔ عاجز ہو کر اللہ کے سامنے پیش ہو جانا۔

ہر چوری سرق نہیں ہوتی۔ سرق کا مطلب ہی یہ ہے کہ کسی کا مال خفیہ طریقے سے ہتھیالینا۔ کسی کی چیز کو چپکے سے اُٹھا لینا۔

یعنی کسی نے سنبھال کر چیز رکھی تھی اور اُس کو چھپ کر لیا جائے۔

چوری کبیرہ گناہ ہے۔ یہاں حکم دیا گیا ہے کہ یہ بڑا گناہ ہے اس لئے ایسے لوگوں کے ہاتھ کاٹ دو۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت عام ہے تو ممکن ہے اس قول کا یہی مطلب ہو اور دوسرے مطالب بھی ممکن ہیں۔ ایک دلیل ان حضرات کی یہ حدیث بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے کہ انڈا چراتا ہے اور ہاتھ کٹواتا ہے رسی چرائی ہے اور ہاتھ کاٹا جاتا ہے (صحیح بخاری: 6783)

ایک اور حدیث کا خلاصہ ہے کہ جب چور چوری کرتا ہے تو اُس کے اندر ایمان نہیں ہوتا۔

ایک عورت نے چوری کی جو مخزوم قبیلے کی تھی اور اس کا یہ واقعہ بخاری و مسلم میں بھی موجود ہے کہ چونکہ یہ بڑی گھرانے کی عورت تھی، لوگوں میں بڑی تشویش پھیلی اور ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں کچھ کہیں سنیں، یہ واقعہ غزوہ فتح میں ہوا تھا، بالآخر یہ طے ہوا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت پیارے ہیں، وہ ان کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کریں۔

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے جب اس کی سفارش کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ناگوار گزرا اور غصے سے فرمایا اسامہ تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہا ہے؟ اب تو اسامہ

بہت گھبرائے اور کہنے لگے مجھ سے بڑی خطا ہوئی، میرے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم استغفار کیجئے۔ شام کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ سنایا جس میں اللہ تعالیٰ کی پوری حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ تم سے پہلے کے لوگ اسی خصلت پر تباہ و برباد ہو گئے کہ ان میں سے جب کوئی شریف شخص بڑا آدمی چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی معمولی آدمی ہوتا تو اس پر حد جاری کرتے۔ اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کریں تو میں ان کے بھی ہاتھ کاٹ دوں۔ پھر حکم دیا اور اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

زنا کے لئے تو چار شہادتیں ہونی چاہئیں۔

چور کو کیسے سزا دی جائے گی؟

چور خود ہی مان جائے کہ اُس نے چوری کی ہے۔ لیکن یہ اعتراف اپنی مرضی سے کیا جائے۔ ملزم پر ظلم و ستم کر کے نہ منوایا جائے۔

دو عادل گواہ ہوں۔ جو اس بات کی گواہی دیں کہ فلاں نے چوری کی ہے۔ (دیکھنے میں آیا ہے کہ زنا اور چوری کے موضوع زیادہ تر کتابوں میں ساتھ ساتھ ہی آتے ہیں۔)

اگر کسی نے اعترف کر لیا کہ وہ چور ہے لیکن بعد میں مکر گیا تو پھر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ پھر معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا جائے گا۔

اگر چور خود بھی نہیں مانتا اور کوئی گواہ بھی نہیں ہے لیکن مال اُسی سے برآمد ہوُا ہے تو مال واپس لے لیا جائے گا اور سزا نہیں دی جائے گی۔ (اللہ کی خوبصورت ہدایات ہیں۔ اگر ان پر عمل کیا جائے تو اس سے دنیا میں امن اور چین آ جائے)

اگر کوئی اقرار کر رہا ہے تو کوشش کی جائے کہ جائزہ لیں کہ وہ واقعی چور ہے یا کسی مجبوری یا زبردستی سے تو نہیں منوایا جا رہا تاکہ اُس کا ہاتھ بچ جائے۔

فقہاء اور مفسرین کا کہنا ہے کہ صرف شُبہ کی بنا پر ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ جب تک مکمل طور پر معلوم نہ ہو جائے کہ چوری اسی شخص نے کی ہے۔

چوری کی سزا دینے کی کچھ شرائط ہیں؛

1: چور عاقل اور بالغ ہو، ذمّہ داری لینے والا ہو۔ (جان بوجھ کر دیوانہ نہ بن جائے)۔

(حدیثِ رسولؐ کا خلاصہ: تین لوگوں سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے یعنی اُن کو سزا نہیں ملے گی۔ مجنوں، نابالغ، سویا ہوُا شخص جب تک وہ بیدار نہ ہو جائے)۔

2: چوری کرنے والا، اُس کا (مال والے کا) باپ، بیٹا اور شوہر یا بیوی نہ ہو۔ یعنی باپ بیٹے کا ایک دوسرے کے مال میں حصّہ ہوتا ہے اور میاں بیوی کا بھی۔ اس لئے سزا نہیں ملے گی۔

3: چوری کرنے والے کا مال میں حصّہ نہ ہو۔ مثال: کسی نے اپنی چیز گروی رکھی لیکن بعد میں چُرا لی۔ یا کہیں ملازمت کرتا ہے اور اپنی تنخواہ خود ہی نکال لی۔ مالک ہی سارے مال کا اصل مالک ہو۔

4:چوری کی ہوئی چیز حرام مال نہ ہو۔ مثال شراب یا موسیقی کے آلات چوری کرنے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ ہو سکتا ہے اُس نے حرام چیز پھینکنے کے لئے چُرائی ہو۔ جائز چیز چوری ہوئی ہو۔

5: کم سے کم چوتھائی دینار چوری کیا ہو، یعنی سونے کے چوتھائی دینار کی قیمت کے برابر ہو۔ یہ سخت سزا ہے۔ زیادہ تر فقہاء کہتے ہیں ایک دینار یعنی دس درہم چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

6: مال کہیں محفوظ جگہ سے چوری کیا ہو۔ یعنی کسی نے سنبھال کر رکھا تھا اور پھر چور نہیں چوری کر لیا۔

7:مال چھینا نہ گیا ہو۔ اگر زبردستی مال لے لیا تو وہ چوری نہیں۔ اس میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اس کی سزا مختلف ہو گی۔

چور سے مال واپس لے لیا جائے گا۔ اگر اُس نے بیچ دیا یا آگے دے دیا تو وہ اُسے واپس دینا ہو گا۔ یہ ہمیں سُنّت اور حدیث ؐ سے پتا چلتا ہے۔ (یہاں سے حدیث ؐ و سُنّت کی اہمیت پتا چلتی ہے۔)

چور کو کچھ دیر کی مہلت مل سکتی ہے۔ مثال مال خرچ کر لیا، اب کچھ دیر واپس دینے میں لگے گی۔

ہاتھ کیسے کاٹا جائے گا؟

دایاں ہاتھ ہتھیلی کے اوپر سے کاٹا جائے گا۔ جہاں جوڑا ہوتا ہے (جہاں عام طور پر گھڑی پہنی جاتی ہے۔)

پھر تپتے ہوئے تیل سے داغ دیا جائے گا تاکہ خون بہنا بند ہو جائے۔ (آج کل کوئی دوائی استعمال کی جائے گی)۔

کٹے ہوئے ہاتھ کو کچھ دِن تک چور کے گلے میں لٹکا دیا جائے گا۔ (پسندیدہ عمل یہی ہے)۔

کچھ چیزیں چوری کرنے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا؛ مثلاً

1. غیر محفوظ مال چوری کرنے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔
2. قیمت دس درہم سے کم ہو تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔
3. درخت کا پھل توڑ کر کھالیا تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔
4. بھوکا آدمی کچھ کھانا کھالیا تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔
5. میدانِ جنگ میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہ دی جائے۔ (امن والے کچھ قوانین لاگو نہیں ہوتے۔)
6. قحط کے دنوں میں تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

اگر کسی نے پھل کھا بھی لیا اور توڑ کر ساتھ لے جا رہا تھا تو اُس سے دوگنی قیمت وصول کی جائے گی۔ اُس کو سبق سکھانے کے لئے مارا بھی جاسکتا ہے۔

اگر کوئی پھل کے باغ میں کھڑا ہو کر پھل کھالے تو سزا نہیں دی جائے گی۔

حدیث کا خلاصہ؛ اگر کسی نے غیر محفوظ یعنی سامنے پڑی چیز چوری کر لی تو سزا نہیں ہے، عبرت کے لئے مارا جاسکتا ہے، جو شخص پھل کھالیتا ہے لیکن ساتھ نہیں لے جاتا تو عبرت کے لئے مارا جاسکتا ہے۔ اور جو پھل کو ساتھ بھی لے جائے تو دوگنی قیمت وصول کرو۔ اگر کسی نے چراگاہ سے جانور چُرا لیا تو پھر ہاتھ کاٹا جائے گا۔ ڈھال کی قیمت کے برابر چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

غور کریں ہمارا دین کتنا خوبصورت ہے۔ اگر ہم ان سزاؤں پر عمل کریں اور کروائیں تو ہماری دنیا پر سکون ہو سکتی ہے۔

اگر حاکم یعنی جج، عدالت کے پاس معاملہ جانے سے پہلے معاف کر دے تو پھر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (حدیث کا خلاصہ)

جج کے پاس معاملہ چلا گیا تو پھر سفارش کرنا حرام ہے۔ پھر حدود میں سفارش کا اُصول لاگو ہو گا۔ یہ معاملہ اللہ کی نافرمانی میں آئے گا۔

ہماری ذمّہ داری ہے کہ اِن احکام اور قوانین کی تعلیم عام کی جائے اور سب کو دی جائے۔ پھر انسان میں تقویٰ آتا ہے۔

ایک اور روایت؛ ایک شخص نے ایک صحابی کی چادر چوری کی۔ جب اللہ کے نبیؐ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو وہ صحابیؓ کہنے لگے کہ یارسولؐ اللہ میں نے اسے معاف کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا تو نے پہلے کیوں نہ معاف کیا۔ اور پھر ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ (نسائی)

اگر کوئی بار بار چوریاں کرے۔ پہلی دفعہ دایاں ہاتھ کاٹ دو، دوسری دفعہ بایاں پاؤں، تیسری دفعہ بایاں ہاتھ اور چوتھی دفعہ دایاں پاؤں۔ (مشکوٰۃ۔ شرح السنہ)

آج کے دَور میں کچھ جعلی نقاد اور نام کے دانشور اسلام کی اِن سزاؤں کو ظلم اور وحشیانہ سزائیں کہتے ہیں۔ انسانی حقوق کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔

زیادہ تر یہ وہی لوگ ہیں جو مسلمانوں کا خون بہانا جائز سمجھتے ہیں۔

ایک دفعہ علامہ اقبال سے مغرب میں کسی نے کہا کہ اسلام میں تو چوری کی سزا بہت غیر مہذب ہے۔ اقبالؒ نے فرمایا کیا چور مہذب ہوتا ہے؟

ایک غیر مسلم نے یہ پراپیگنڈہ کیا کہ اسلامی شرعی سزامیں اگر کوئی کسی کا ہاتھ کاٹ دے تو اُس کی دیت 500 دینار ہیں۔ لیکن اگر کوئی ایک دینار چوری کر لے تو ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ علم الدین سہاوی نے اُس کا یہ جواب دیا؛

جب تک یہ ہاتھ امانتدار تھا تو قیمتی تھا۔ جب اِس ہاتھ نے خیانت کی تو یہ رُسوا ہو گیا۔ (عربی شعر کا ترجمہ)

جرائم کیسے کم ہو سکتے ہیں؟

اگر یہ اسلامی سزائیں لگ جائیں تو جُرم بے حد کم ہو جائیں گے۔ آپ سعودی عرب میں دیکھ لیں۔ وہاں کچھ حد تک شرعی سزائیں رائج ہیں اور اَمن ہے۔

ہمیں مجرموں پر ترس نہیں آنا چاہیئے۔ اسلام انسان کو سیکورٹی دیتا ہے۔

اگر قرآن کو عام کر دیا جائے تو بلاوجہ کے اخراجات کم ہو جائیں گے۔ جیل عدالتیں، پولیس، یہ سب کام بہت کم رہ جائیں گے۔

اگر ایک چھوٹی سے کتاب رائج کر دی جائے جس میں اسلام کی شرعی سزاؤں کا علم دیا جائے اور وہ سب کے لئے لازمی کر دی جائے تو جرائم کم ہو سکتے ہیں۔

مکّہ کے کیا حالات تھے؟ کیسے وہاں معاشرتی حالات بدل گئے۔ قرآن کے علم نے اُن کو اَمن اور سکون دے دیا۔

یہ جو ترقی یافتہ مُلک کہلاتے ہیں یہاں کوئی چیز چوری ہو جائے تو واپس ہی نہیں ملتی۔

چوروں اور ڈاکوؤں سے ہمدردی کرنی ہے تو ایسے کریں کہ اُنہیں شرعی سزائیں دیں۔ تاکہ دوسروں کے لئے عبرت بنیں۔

آخر میں توبہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ چوری ہو گئی۔ چور اپنی اصلاح کر لے۔ مال واپس کر دیا جائے۔ آئندہ چوری نہ کی جائے۔

جزا اور سزا کا معاملہ اللہ کے پاس ہے۔

اگر کسی نے ماضی میں چوری کی تو اُسے طعنے نہ ماریں۔ اگر کسی نے توبہ کر لی تو پھر بھی اُس کو ذلیل نہ کیا جائے۔

اللہ کی بخشش اور رحمت تب ملے گی جب توبہ کی جائے، انسان شرمندہ ہو جائے۔

ایک امامؒ زبانی قرآن پڑھ رہے تھے لیکن کچھ آیات کے الفاظ کو آگے پیچھے پڑھ لیا۔ ایک بدّو سُن رہا تھا اُس نے کہا کہ یہ غلط پڑھا ہے۔ کیونکہ قرآن کی فصاحت و بلاغت ہی ایسی ہے کہ ہر لفظ انتہائی خوبصورتی سے اپنے صحیح مقام پر ہے۔

"۔۔ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿38﴾ ۔۔۔"وہاں آیا جہاں عدل و انصاف کا تقاضہ تھا کہ ہاتھ کاٹا جائے۔

اور"۔۔ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿39﴾۔۔۔"وہاں آیا جہاں توبہ اور بخشش کا ذِکر ہے۔

گناہ سے انسان کے اندر خالی پن محسوس ہونے لگتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اصلاح کر لی جائے اور نیکیاں کرنے لگ جائیں۔ سکون مل جائے گا۔ اندر کا خلاء نیکیاں کرنے سے ہی پُر ہوتا ہے۔

ایک چور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا، جس نے چادر چرائی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: میرا خیال ہے کہ تم نے چوری نہیں کی ہوگی، انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے چوری کی ہے، تو آپ ؐ نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ جب ہاتھ کٹ چکا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: توبہ کرو، انہوں نے توبہ کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تمہاری توبہ قبول فرمالی۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾

کیا تم کو معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں خدا ہی کی سلطنت ہے؟ جس کو چاہے عذاب کرے اور جسے چاہے بخش دے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۴۰)

اَب جب یہ معلوم ہو جائے کہ میرا رَبّ مجھے دیکھ رہا ہے تو انسان ہر وقت ہوشیار رہتا ہے۔

پھر جب ایک ماں اپنی بیٹی سے کہتی ہے کہ دودھ میں پانی ملا دو تو بیٹی کہتی ہے امّاں جان اللہ دیکھ رہا ہے۔ میں دودھ میں پانی نہیں ملاؤں گی۔ پھر یہی بیٹی خلیفۂ وقت عمرؓ کی بہو بنتی ہے۔ اور پھر عمر بن عبد العزیز کی دادی بنتی ہے۔

ایک باپ اپنے بیٹے سے کہتا ہے کہ کوئی آئے تو بتا دینا۔ درخت پر چڑھ کر کچھ چوری کرنے لگتا ہے تو بیٹا کہتا ہے وہ دیکھ رہا ہے۔ باپ جلدی سے درخت سے اُتر تا ہے اور پوچھتا ہے کون دیکھ رہا ہے بیٹا کہتا ہے "اللہ دیکھ رہا ہے"۔

ہم نے اپنا جائزہ لینا ہے۔ اپنا محاسبہ کریں۔

چلتے چلتے پھول نہ توڑیں۔ کسی کی چیز نہ اُٹھائیں۔

بغیر اجازت کسی کی چیز استعمال نہ کریں۔ اپنے بچوں کی بہترین تربیت کریں۔ کہ وہ کسی کی چیز کو معمولی اور چھوٹی سمجھ کر نہ اُٹھالیں۔